نایاب حسین

مکمل ناول

# چلو رے ماہی لبھے ہیں

''سوتان......! جلدی سے نیچے پہنچو' پھپھو اور یاشار بھائی گاؤں سے آئے ہیں''۔ہانیہ صدا لگاتی اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔

''یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ پھپھو آئی ہیں اور تم بھاگتی ہوئی نیچے نہیں پہنچیں'' ۔ ہانیہ نے حیرانگی سے پوچھا۔

''تمہارا کیا خیال ہے' میں ابھی دوڑتی ہوئی نیچے پہنچ جاؤں' اب میں کوئی بچی نہیں ہوں' تھرڈ ایئر کی اسٹوڈنٹ ہوں'' ۔ وہ نہایت متانت سے بولی۔

''اچھا تم جلدی سے آؤ' میں جا رہی ہوں'' ۔ وہ اس سے کہتے ہوئے باہر نکل گئی۔

''تم کیا جانو ہانیہ! کہ مجھے کیا ہوا ہے' یہ تو ابھی مجھے خود بھی نہیں معلوم'' ۔ وہ خود سے بولی اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی نیچے چلی آئی جہاں سب ہی بیٹھے تھے۔

''السلام وعلیکم!'' وہ بیک وقت پھپھو اور یاشار سکندر سے مخاطب ہوئی۔ یاشار نے جواب میں ہولے سے سر ہلا دیا جبکہ پھپھو نے اسے پیار کرتے ہوئے ساتھ ہی بٹھا لیا۔ سب کیلئے اس کا رویہ جیسا بھی تھا لیکن یاشار سکندر ایک ایسا شخص تھا جو اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔ اسے سوہان کے انداز و اطوار چونکا رہے تھے' کوئی ایسی بات ضرور ہوئی تھی جس نے سوہان مرتضیٰ کو بدل ڈالا تھا۔ وہ اس وقت واسع اور مرتضیٰ ماموں سے بات چیت میں مصروف تھا لیکن

اس کا دھیان سونان کی طرف ہی تھا۔ جو ہولے ہولے سب کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھی۔

''پھپھو......! آپ رُکیں گی ناں؟'' سونان نے فرحانہ بیگم سے پوچھا۔

''نہیں بیٹا......! کل واپس جانا ہے' عمان اکیلا ہوگا اس لئے کل مجھے واپس جانا ہے''۔ انہوں نے اس سے کہا تو اُس نے بھی ضد نہیں کی۔

اگلے دن پھپھو نے جاتے ہوئے اُسے چھٹیوں میں گاؤں آنے کا کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ یاشار سکندر انہیں چھوڑنے جا رہا تھا اس کی پوسٹنگ کیونکہ اسی شہر میں ہوئی تھی اس لئے وہ انہی لوگوں کے ساتھ رہ رہا تھا۔

☆

''یاشار بیٹا......! میں سوچ رہی ہوں کہ اب تمہاری شادی کر دوں''۔ فرحانہ بیگم نے پھر سے وہی موضوع چھیڑ دیا تھا جس سے وہ دور بھاگتا تھا۔

''اماں جان......! ابھی مجھے اپنے ملک کیلئے بہت کچھ کرنا ہے' ابھی سے میں اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتا''۔ وہ ان کے پاس بیٹھا ان سے بولا۔

''تو میں کب کہہ رہی ہوں کہ تم کچھ نہ کرو' میں صرف تمہاری شادی کی بات کر رہی ہوں۔ گھر میں بہو آ جائے گی تو مجھے بھی تنہائی کا احساس نہیں ہوگا' عمان اسکول چلا جاتا ہے' تم اپنی ڈیوٹی پوری کرنے چلے جاتے ہو اور پیچھے میں اکیلی رہ جاتی ہوں' بس اب اگلی دفعہ چھٹی پر آؤ تو مجھے اپنی کوئی پسند ہے تو بتاؤ' نہیں تو پھر میں اپنی پسند کی بہو لے آؤں گی''۔ وہ اسے سوچنے کا موقع دیتے ہوئے بولیں تو وہ بھی چپ کر گیا۔

☆

وہ شام کو ہی ''خان ولا'' پہنچا تھا۔ مصطفیٰ ماموں سے اس کی ملاقات کافی عرصہ بعد ہوئی تھی' کیونکہ وہ صبح کو جاتا تو پھر شام کو ہی واپسی ہوتی۔ اکثر اوقات تو رات ہو جاتی اس لئے اس کی ملاقات مصطفیٰ ماموں سے نہ ہو پاتی۔

''ہاں بھئی برخوردار! آج کل کہاں ہوتے ہو؟ نظر ہی نہیں آئے کافی عرصے سے''۔ مصطفیٰ ماموں نے پوچھا۔

''پچھلے دنوں ایک اہم کیس میں پھنسا ہوا تھا' کافی مصروفیت رہی''۔ وہ انہیں تفصیلات بتانے لگا۔ اتنے میں سونان اور ہانیہ اکیڈمی سے واپس آ گئیں۔ اس کے قدم یاشار کو سامنے بیٹھے دیکھ کر رک گئے لیکن پھر ہانیہ کے ساتھ وہ آگے بڑھ گئی۔ دونوں نے بیک وقت سلام کیا۔

''کیسی جا رہی ہے تم لوگوں کی پڑھائی......؟'' یاشار نے دونوں سے پوچھا۔

''بس یاشار بھائی......! کچھ نہ پوچھیں' ہمارا تو کوئی حال نہیں ہے''۔ ہانیہ سونان کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی تو مصطفیٰ ماموں اور یاشار سکندر اس کی بات سن کر مسکرا دیئے۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بجی' مصطفیٰ ماموں نے فون اٹھایا تو دوسری طرف فرحانہ بیگم تھیں۔

''ہاں فرحانہ......! پہنچ گیا ہے' ابھی ابھی پہنچا ہے''۔ مصطفیٰ ماموں نے یاشار سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

''اچھا ٹھیک ہے میں اس سے خود بات کرتا ہوں''۔ فرحانہ بیگم نے نجانے کیا کہا تھا' پھر فون رکھ دیا گیا۔ ہانیہ اور سونان اندر کی طرف بڑھ گئیں۔

''ہاں بھئی یہ شادی وغیرہ کا کیا چکر ہے......؟'' مصطفیٰ ماموں اُن دونوں کے جاتے ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ یاشار سکندر ایک پل میں ہی اماں جان کے فون کرنے کا مقصد سمجھ گیا۔ وہ مصطفیٰ ماموں سے اس حد تک ڈائریکٹ بات کی

توقع نہیں کر رہا تھا' اس لئے ان کی بات سن کر شپٹا گیا۔ وہیں سونان کی حسیات بھی تیز ہوئیں لیکن یاشار سکندر نے جواب میں کیا کہا تھا وہ سن نہ سکی۔ ہانیہ اپنے پورشن کی طرف بڑھ گئی اور وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

''اب کیا ہو گا؟'' وہ سوچنے لگی۔ اتنے میں گڑیا اس کے کمرے میں یاشار سکندر کا پیغام لئے چلی آئی۔

''آپ کو یاشار بھائی اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں''۔ وہ کہہ کر چلی گئی اور وہ نئے سرے سے سوچ میں مبتلا ہو گئی کہ نجانے کیوں بلایا ہے' وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔

''بیٹھو......'' وہ ایزی چیئر پر جھومتا شاید اس کا منتظر تھا تبھی رک سا گیا' وہ چپ چاپ صوفے پر بیٹھ گئی۔

''کیا ہوا ہے تمہیں......؟'' یاشار سکندر کی آواز کمرے میں گونجی۔ سونان نے ایک نظر اس کو دیکھا جو اب ایزی چیئر سے اٹھ کر اس کے بالکل سامنے آ بیٹھا۔

''کچھ نہیں...... کچھ بھی تو نہیں''۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔

''سونان! تم چاہے جو کچھ بھی کہو' کچھ تو ہوا ہے...... میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں' اس لیے شاباش جلدی سے کہو''۔ یاشار سکندر نے پھر کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں''۔ وہ کمرے سے نکل جانا چاہتی تھی کہ کہیں وہ اس راز کو نہ پالے جو وہ خود سے بھی چھپائے چھپائے پھر رہی تھی۔ وہ پھر سے اس کی راہ میں حائل ہوا۔

''سونان! یہ تمہارا کترانا' یہ گھبراہٹ کیا معنی رکھتا ہے''۔ وہ کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ سونان نے اس کی آنکھوں میں سوچوں کی تحریر دیکھی تو رک گئی۔

''آپ کو اگر یہ دعویٰ ہے کہ آپ میری رگ رگ سے واقف ہیں تو پھر اب کیوں انجان بن رہے ہیں؟'' وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئی اور پیچھے یاشار سکندر کو سوچوں کے ایک نئے جہان میں چھوڑ گئی۔

''کیا سونان......! مجھ سے......؟'' وہ کہتے ہوئے خود ہی نفی میں سر ہلانے لگا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں تو بالکل بھی اس کو اس نظر سے نہیں دیکھتا' بے وقوف لڑکی...... نجانے کیا ہو گیا ہے اس کو''۔ وہ بڑبڑایا۔

☆

مرتضیٰ خان بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے' ایک بیٹا واسع اور بیٹی سونان تھی' سونان کی پیدائش پر بیگم کا انتقال ہو گیا۔ سونان کی تربیت' دیکھ بھال سب سے زیادہ فرحانہ بیگم نے کی جو مصطفیٰ خان سے بڑی تھیں۔ فرحانہ کی بھی دو اولادیں یاشار سکندر اور عمان سکندر تھے' جبکہ سب سے چھوٹے ماموں کی دو بیٹیاں تھیں ہانیہ اور گڑیا۔ واسع مرتضیٰ صاحب کے بزنس میں اُن کے ساتھ تھا۔ یاشار سکندر پولیس کے محکمے میں تھا جبکہ عمان میٹرک کا طالب علم تھا۔ ہانیہ اور سونان تھرڈ ایئر میں تھیں جبکہ گڑیا سیکنڈ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی' مصطفیٰ خان کی بیگم نوشین ایک مکمل گھریلو خاتون تھیں۔

☆

یاشار سکندر کو تقریباً ایک ہفتے بعد فرصت ملی کہ وہ سونان سے دوبارہ بات کر سکے تو وہ اس کے کمرے کی طرف چلا آیا۔

''کیا کہا تھا تم نے اُس دن......؟'' وہ بالکل اس کے سامنے کھڑے پوچھ رہا تھا۔ کوئی جواب نہ پا کر وہ پھر اس سے مخاطب ہوا جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔

''سونان......! میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں...... کیا بکواس کی تھی تم نے اس دن؟'' وہ دھاڑا۔

''بکواس نہیں کی تھی...... سچ کہا تھا' میں آپ سے......'' بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ یاشار سکندر کا ہاتھ اٹھ گیا۔

''شٹ اپ......جسٹ شٹ اپ''۔ وہ لڑکھڑا کر بیڈ پر گری۔

''سونان......! بند کرو بکواس اپنی''۔ اس کو بازوؤں سے پکڑ کر سیدھا کھڑا کیا۔

''کان کھول کر میری بات سنو......! اس بارے میں تم نے اگر کوئی مزید بکواس کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا' میں تو تمہیں بچی سمجھتا تھا اسی لئے تمہارے ناز نخرے اٹھاتا تھا' مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اس کا یہ مطلب نکال لو گی''۔ وہ درشتگی سے بولا۔

''آپ کبھی نہیں سمجھ سکیں گے' میں سچ مچ آپ سے محبت کرتی ہوں''۔ وہ اسے یقین دلاتے ہوئے بولی۔

''کس نے بھری ہے تمہارے ذہن میں یہ خرافات...... بولو؟'' وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

''یہ خرافات نہیں ہے''۔ وہ پھر زور سے بولی۔

''سونان......! ان ہاتھوں میں کھلایا ہے تمہیں' اپنی اور میری عمر میں فرق جانتی ہو' پورے پندرہ سال بڑا ہوں تم سے' میں نے تم کو اس نظر سے کبھی نہیں دیکھا نہ دیکھ سکتا ہوں' اس گھر میں میری اگر تھوڑی سی بھی عزت ہے تو وہ رہنے دو' میرے لئے بچی ہو تم! گڑیا اور بالکل عمان جیسی''۔ وہ افسوس سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ سونان نے کچھ کہنے کو لب کھولے ہی تھے کہ وہ اسے پھر سے وارن کرتے ہوئے بولا۔

''اب مزید کوئی بکواس نہیں سننا چاہتا میں اور بھول جاؤ اب کہ تم کسی یاشار سکندر کو جانتی تھی''۔ وہ کہہ کر باہر چلا گیا اور سونان وہیں صوفے پر ڈھے سی گئی۔

''ارے یہ کیا...... کہاں جا رہے ہو تم......؟'' نوشین مامی نے اس سے پوچھا۔

''مامی......! میری پوسٹنگ لاہور ہوئی ہے' مجھے آج ہی وہاں رپورٹ کرنی ہے''۔ ٹھیک ایک ہفتے بعد وہ یہاں سے چلا گیا تھا۔ سونان کالج سے واپس آئی تو اسے پتہ چلا' وہ رونے کے سوا اور کیا کر سکتی تھی۔

''یاشار......! آپ نے کیوں کیا ایسا......؟'' وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اس نے اپنا کوئی کانٹیکٹ نمبر بھی نہیں دیا تھا' رابطے کا کوئی ذریعہ نہ رہا تھا۔

''سونان......! تمہارا فون ہے''۔ ہانیہ اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔ اس نے فون تھام لیا' دوسری طرف پھپھو تھیں۔

''بیٹا......! کب آ رہی ہو تم؟ اب تو تمہارے پیپرز بھی ختم ہو گئے ہیں''۔ فرحانہ بیگم نے پوچھا۔

''پھپھو میں آنے کی کوشش کروں گی''۔ وہ انہیں ٹالتے ہوئے بولی۔

''بیٹا......! میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گی' کل عمان کو لینے ڈرائیور کو بھیج رہی ہوں' اس کی بھی چھٹیاں ہو گئی ہیں' تم بھی اس کے ساتھ ہی چلی آنا''۔ وہ بہت مان سے بولیں تو اسے بھی حامی بھرنا پڑی۔ ہانیہ فی الحال اس کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی۔ اس نے پیپرز کے فوراً بعد کمپیوٹر کا کورس جوائن کر لیا تھا۔

اگلے دن وہ گاؤں چلی آئی' یہاں آ کر اسے ہمیشہ ہی اچھا لگتا تھا۔ عمان اگرچہ میٹرک کا اسٹوڈنٹ تھا مگر دونوں میں خوب دوستی تھی۔ شام کو وہ پھپھو کے ساتھ کچن میں مصروف تھی کہ یاشار سکندر کی گاڑی کا مخصوص ہارن بجا۔ پھپھو بھی آواز سن کر متوجہ ہوئیں اور بے اختیار باہر آ گئیں' سامنے ہی وہ نظر آیا' پھپھو نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ وہ بھی کچن سے باہر چلی آئی' اسے دیکھتے ہی یاشار سکندر کے ماتھے پر کئی لکیریں ابھریں' لیکن پھر اسے نظر انداز کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

سونان کو اسے اتنے عرصے بعد دیکھنے کی جہاں بے حد خوشی تھی وہیں وہ اس کی ناراضگی سے خائف بھی تھی۔ وہ پندرہ دن کی چھٹی پر تھا۔ کچھ دن تک تو وہ اس کے جارحانہ انداز سے خائف رہی لیکن پھر اس نے بھی یاشار سکندر کے اس انداز سے سمجھوتہ کرلیا اور خود کو اپنی عادتوں سے باز نہ رکھ سکی۔ یاشار سکندر کے گھوڑوں کے اصطبل سے گھوڑا لے کر وہ عمان کے ساتھ باہر چلی آئی' کچھ دیر تو وہ خود بہادری سے رائیڈنگ کرتی رہی پھر اس نے عمان کو گھوڑے پر بیٹھنے کو کہا اور خود لگام تھامے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ نجانے گھوڑا کیوں بدکنے لگا' عمان سیدھا نیچے گرا اور اس کے بعد سونان کے ہاتھوں سے لگام چھوٹی اور وہ بھی گھسٹتی ہوئی نیچے گری' دونوں کو بازوؤں اور گھٹنوں پر خراشیں آئیں۔

''عمان......! تمہیں کوئی چوٹ تو نہیں آئی''۔ نجانے اسے کس نے اطلاع دی تھی جو اب یہاں بیٹھا فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔ سونان نے اپنی چوٹ کو سہلاتے ہوئے نم آنکھوں سے اسے دیکھا جو اس وقت صرف اور صرف عمان کی طرف متوجہ تھا۔

''بھائی......! بس بچت ہوگئی ورنہ ان دونوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی''۔ اس نے بیک وقت گھوڑے اور سونان کی طرف اشارہ کیا۔

''تمہیں منع کیا تھا ناں کہ یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے' مگر تم لوگ بڑوں کی بات کو کبھی سمجھنا ہی نہیں چاہتے' اب بھگتو''۔ وہ عمان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا' جو اس کا سہارا لے کر چل رہا تھا۔ یاشار سکندر نے دوسرے ہاتھ سے گھوڑے کی لگام تھام لی جو اسے دیکھ کر فوراً پاس چلا آیا تھا۔ سونان نے اپنے آنسوؤں کو باہر آنے سے بمشکل روکا اور خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''سونان آپی......! آپ کو زیادہ چوٹ تو نہیں آئی''۔ عمان نے پیچھے مڑ کر اس سے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔ یاشار سکندر نے ایک نظر میں اس کے بازو پر لگی خراشوں کو دیکھا مگر دوسرے ہی لمحے سر کو جھٹک کر عمان کی طرف متوجہ ہوگیا۔

جیسے ہی وہ لوگ گھر پہنچے تو یاشار سکندر عمان کو اماں جان کے پاس لے آیا۔

''اماں جان......! دیکھیں آپ اپنے اس لاڈلے کو' صبح میں منع کر رہا تھا کہ مت کہیں جانا لیکن یہ باز نہیں آیا۔ شکر کریں کوئی ہڈی پسلی نہیں ٹوٹی''۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے بازوؤں پر لگی خراشوں پر دوا لگانے لگا۔ سونان تو گھر میں داخل ہوتے ہی اپنے کمرے میں چلی آئی' ایک پل کو یاشار سکندر کو اپنے رویے کی بدصورتی کا احساس ہوا لیکن اگلے ہی لمحے وہ کچھ دن پہلے کی بات یاد کر کے لب بھینچ کر رہ گیا اور واش روم ہاتھ دھونے کیلئے بڑھ گیا۔

☆

اگلی صبح وہ لوگ ابھی ناشتہ ہی کر رہے تھے کہ یاشار سکندر نہایت تیزی سے اپنے کمرے سے باہر نکلا۔ اماں جان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''یاشار بیٹا......! خیریت تو ہے ناں؟'' فرحانہ بیگم نے پوچھا۔ یاشار انہی کی طرف چلا آیا۔ سونان نے اپنی تمام تر توجہ چائے کی طرف مرکوز کر دی۔

''ڈی آئی جی صاحب نے فوراً بلایا ہے تو میں واپس جا رہا ہوں''۔ سونان کو اس کی آواز سنائی دی۔

''اچھا بیٹا......! تم تیاری کرلو میں ناشتہ تمہارے کمرے میں بھجواتی ہوں''۔ اماں جان نے نرمی سے کہا۔

''اماں جان......! میرے پاس ٹائم بالکل نہیں ہے ناشتے کو رہنے دیں' آپ بس چائے بھجوادیں''۔ وہ کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ اماں جان نے چائے تیار کر کے صغریٰ کو دیکھا جو اس وقت چارا اٹھائے

بھینسوں کے باڑے کی طرف جا رہی تھی' انہوں نے اُسے اس وقت بلانا مناسب نہیں سمجھا۔ یشار سکندر کی صفائی پسند طبیعت سے وہ اچھی طرح واقف تھیں' انہوں نے سونان کو چائے دے کر بھیجا جو نا چاہتے ہوئے بھی اس کے کمرے کی طرف چل دی۔ دروازہ ناک کیا تو اندر سے اس کی مصروف سی آواز سنائی دی۔ وہ اجازت ملنے پر دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ وہ اس وقت اپنے کپڑے بیگ میں رکھ رہا تھا' اسے دیکھ کر ایک پل کو اس کے ہاتھ جہاں تھے وہیں رک گئے' مگر دوسرے ہی لمحے وہ اس کے سر پر جا پہنچا جو چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے کھڑی تھی۔

''مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟ کیوں میرے لئے پرابلمز پیدا کر رہی ہو''۔ وہ غصے سے دھاڑا۔

''رکھو یہ ادھر ٹیبل پر اور جاؤ یہاں سے اور آئندہ میرے کمرے میں قدم مت رکھنا''۔ وہ غصے سے بولا۔ وہ چائے رکھ کر فوراً کمرے سے باہر آ گئی۔

''نجانے کون اس کے دماغ میں ایسی خرافات بھرتا ہے''۔ وہ چائے کا کپ لیتے پُرسوچ انداز میں بڑبڑایا۔

آدھے گھنٹے بعد ہی وہ سب سے مل کر چلا گیا۔ یشار سکندر کی گاڑی جب تک نگاہوں سے اوجھل نہ ہوئی وہ چھت پر کھڑی رہی۔

''آپ ایک دن خود کہیں گے کہ آپ نے بہت غلط کیا''۔ وہ ہولے سے بولی اور سیڑھیاں اتر کر نیچے چلی آئی۔

☆

واسع کے ساتھ وہ گھر واپس آ گئی۔ فورتھ ایئر کی کلاسز شارٹ ہو چکی تھیں۔ انہی دنوں میں پھپھو کے فون نے گھر بھر میں خوشی کی لہر دوڑا دی' لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس بات سے اس کے دل میں کیا بھونچال آ گیا ہے۔ اس نے شادی کیلئے رضامندی دے دی تھی اور ساتھ ہی اپنی پسند سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔

ربیعہ نواز اس کے چچا کی بیٹی تھی' اس کی ہم عمر' ہم مزاج' کسی کالج میں پڑھاتی تھی۔ سونان کو جب یہ پتہ چلا تو اس نے یشار سکندر کی طرف فون ملا دیا۔ فون اُسی نے ریسیو کیا۔

''آپ کیوں کر رہے ہیں ایسا میرے ساتھ؟'' وہ بلک بلک کر رو دی۔

''اگر یہی سوال میں تم سے کروں تو...... کیوں کر رہی ہو ایسا......؟ کیوں اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی بدنام کرنا چاہتی ہو؟ جب جانتی ہو کہ ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر کیوں...... کیوں مجھے سب کی نظروں سے اور خاص طور پر مرتضیٰ ماموں کی نظروں سے گرانا چاہتی ہو''۔ وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔

''کیوں ممکن نہیں ہے یہ سب؟ آپ ایک دفعہ ہاں تو بھریں' کچھ مشکل نہیں ہے' سب اتنا پسند کرتے ہیں آپ کو...... آپ کی عزت کرتے ہیں' تو وہ کیوں انکار کریں گے''۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

''سونان......! اگر سب مان بھی جائیں تو پھر بھی میں نے ایسا کبھی نہیں سوچا''۔ وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

''میں آپ کو کبھی تنگ نہیں کروں گی' آپ کی ہر بات مانوں گی' مجھے پتہ ہے آپ صرف میری وجہ سے اتنی جلدی شادی کیلئے مان گئے ہیں''۔ وہ ایک بار پھر بہت آس سے بولی۔

''سونان......! میں نے کہا ناں تم ابھی بچی ہی ہو' مجھے کوئی میچور لڑکی چاہیے اور تم..... میچور نہیں ہو اور تم سے کس نے کہا کہ میں تمہاری وجہ سے شادی کر رہا ہوں' شادی تو مجھے کرنی ہی تھی جلد یا بدیر اور اب میں فون رکھنے لگا ہوں' میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا اور اب آخری بار کہہ رہا ہوں' اب مجھ سے دوبارہ اس موضوع پر کوئی بات مت کرنا' میں اب تمہارا کوئی لحاظ نہیں کروں گا''۔ غصے سے اس نے فون ہی پٹخ دیا۔

''ٹھیک ہے اب میں بھی دیکھوں گی کہ محبت کی یہ بازی کون جیتتا ہے...... میں یا آپ''۔ وہ اپنی ہتھیلی سے آنسو

صاف کرتے ہوئے خود سے بولی۔

☆

فرحانہ پھپھو (اماں جان) تو لگتا تھا کہ ساری تیاریاں پہلے سے مکمل کرکے بیٹھی تھیں اسی لئے فوراً ایک ماہ بعد کی تاریخ رکھ دی گئی۔ ہانیہ اور گڑیا بھرپور طریقے سے تیاریوں میں مصروف تھیں اور ایک وہ تھی جو پوری دنیا سے شاید بے خبر اپنے کمرے میں ہر وقت پڑھائی میں مصروف ہوتی۔

''سونان......! کیا بور کررہی ہو تم بھی' کوئی شادی کی تیاری نہیں کرنی کیا؟'' ہانیہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

''تم بے فکر رہو میں ٹائم پر سب تیاری کرلوں گی ابھی تو کافی دن باقی ہیں''۔ وہ کہہ کر پھر سے کتاب پڑھنے میں مصروف ہوگئی۔ ہانیہ اس کی طرف پرسوچ نظروں سے دیکھنے لگی۔

''سونان......! کیا بات ہے؟ تم کچھ بدل سی گئی ہو''۔ وہ کتاب اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے بولی۔

''ہانیہ......! کتاب واپس کرو' میرا کل ٹیسٹ ہے' فضول میں مجھے تنگ مت کرو''۔ وہ کتاب لیتے ہوئے بولی' پھر خود ہی اسے اپنے لہجے کا احساس ہوا۔

''سوری ہانیہ......! کل میرا ٹیسٹ ہے اسی وجہ سے میں پریشان تھی' میری تیاری بھی نہیں ہے' تم بتاؤ کیا کہہ رہی تھیں؟'' وہ نرم مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولی۔

''کچھ نہیں......! میں تو یاشار بھائی کی شادی کیلئے ایکسائیٹڈ ہورہی تھی تو اس لئے تمہارے پاس چلی آئی' تم پڑھو میں پھر آجاؤں گی''۔ وہ کہتے ہوئے اٹھی۔

''تم ناراض تو نہیں ہوناں......؟'' سونان نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا تو ہانیہ ہنس دی۔

''میں کیوں ناراض ہونے لگی' تم پڑھو میں شام کو پھر آجاؤں گی''۔ ہانیہ چلی گئی تو سونان بھی گہرا سانس لے کر پھر سے کتاب کی جانب متوجہ ہوئی۔

☆

یاشار سکندر کی مہندی کے روز وہ سب شہر سے گاؤں کی جانب روانہ ہوئے۔ سونان نے اینڈ ٹائم پر جانے سے انکار کردیا اور کالج میں دسمبر ٹیسٹ کا بہانہ بنادیا۔ مرتضیٰ صاحب سے اسے کافی ڈانٹ ڈپٹ بھی ہوئی۔

''بیٹا......! اگر تم پہلے بتادیتی تو شادی کی تاریخ آگے کی رکھ دیتے''۔ مرتضیٰ صاحب نے ڈانٹنے کے بعد اس سے کہا' پھر وہ لوگ اسے چھوڑ کر روانہ ہوگئے۔ ہانیہ کے پیپرز جنوری میں تھے اس لیے وہ کافی خوش تھی۔ گاؤں میں ان سب کا پھپھو نے بہت خوشی سے استقبال کیا وہیں وہ سونان کے نہ آنے پر حیرت زدہ بھی ہوئیں۔

''مرتضیٰ بھائی......! یہ سونان کہاں ہے' کیوں نہیں آئی؟'' انہوں نے استفسار کیا۔

''فرحانہ......! اس پاگل نے اینڈ ٹائم پر بتایا کہ اس کے دسمبر ٹیسٹ اسٹارٹ ہورہے ہیں''۔ مرتضیٰ صاحب کو ابھی بھی اس کی بچگانہ حرکت پر غصہ تھا۔

''اس نے پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے؟ میں کوئی اور تاریخ رکھ دیتی''۔ فرحانہ بیگم نے کہا تو مرتضیٰ صاحب نے بھی ان کی تائید کی جبکہ یاشار سکندر جانتا تھا کہ وہ کیوں نہیں آئی مگر خاموشی کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

شام کو مہندی تھی' یاشار سکندر کو دوپٹے کی چھاؤں میں کرسی تک لایا گیا' بلیک کرتا شلوار پہنے وہ آج باقی دنوں کی نسبت بہت مختلف لگ رہا تھا' سب نے مہندی کی رسم ادا کی۔ یاشار سکندر کو ایک لمحے کیلئے سونان کی غیر موجودگی کا احساس شدت سے ہوا۔ اس کا جی چاہا کہ اسی وقت جائے اور اس کو اپنی خوشیوں میں شامل کرے مگر اگلے ہی لمحے وہ

خود پر قابو پا گیا۔
اگلے دن چونکہ شادی تھی' بارات گاؤں ہی میں جانی تھی لیکن پھر بھی وقت کی پابندی کا خیال رکھا گیا' بارات ٹائم پر پہنچی۔ ربیعہ نواز' ربیعہ سکندر بن کر پھپھو کے گھر آ گئی۔ ولیمہ کے بعد وہ تمام بھی شہر لوٹ آئے اور ساتھ ہی ان لوگوں کو شہر آنے کی دعوت بھی دے ڈالی۔
گھر پہنچے تو سونان کو بخار میں تڑپتے دیکھا' تین چار دن میں وہ بالکل کمزور ہو گئی تھی' ڈاکٹر کو بلایا گیا۔
''ڈاکٹر صاحب......! کوئی فکرمندی کی بات تو نہیں ناں؟'' واسع نے سونان کے متعلق پوچھا۔
''نہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں' معمولی سا بخار ہے' آپ یہ دوائیں استعمال کرائیں انشاءاللہ آرام آ جائے گا''۔ ڈاکٹر نے مرتضیٰ صاحب اور واسع سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں باپ بیٹا پھر سونان کے کمرے کی طرف بڑھ گئے' جہاں نوشین ماں اسے سوپ پلا رہی تھیں۔
دو دن میں اس کی حالت کافی بہتر ہو گئی تھی کہ انہی دنوں میں ربیعہ اور یاشار سکندر ان سے ملنے چلے آئے۔ سب ہی نے ان کا بھرپور استقبال کیا' وہیں انہیں سونان کی طبیعت کی خرابی کا پتہ چلا' یاشار سکندر کی حسیات یکدم تیز ہوئیں۔ ربیعہ' سونان سے ملنے اس کے کمرے میں چلی آئی۔ ہانیہ نے اس کا تعارف کروایا' ربیعہ بہت اچھے طریقے سے ملی' وہ سونان سے کافی دیر تک اس کے بارے میں باتیں کرتی رہی' جبکہ سونان صرف ''ہوں ہاں'' میں جواب دیتی رہی۔ یاشار سکندر اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔ ان دونوں کے جانے کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

⟡..........☆..........⟡

''ربیعہ......! جلدی سے میرا کوئی سوٹ پریس کر دو' مجھے شام ہونے سے پہلے لاہور پہنچنا ہے''۔ یاشار سکندر نے ربیعہ سے کہا جو اس وقت کل کا لیکچر تیار کر رہی تھی۔
''یاشار......! آپ اماں جان سے کہہ دیں' میں فی الحال مصروف ہوں''۔ وہ کہہ کر پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔ یاشار سکندر کو اس کی بات پر غصہ آ گیا مگر فوراً ہی برداشت کر گیا اور اپنے کپڑے لے کر اماں جان کے کمرے کی طرف چل دیا۔ انہیں کپڑے پریس کرنے کیلئے دیئے اور خود واش روم چلا گیا' واپس آیا تو اس وقت ربیعہ اپنے بھائی داؤد سے باتوں میں مصروف تھی۔ داؤد' ربیعہ کا چھوٹا بھائی تھا۔ میٹرک میں ناکامی کے بعد جس نے تعلیم کو خیرباد کہہ دیا تھا اور آج کل فارغ ہی تھا' سب کے بہت سمجھانے پر بھی وہ تعلیم کی جانب دوبارہ راغب نہیں ہوا تھا۔
یاشار سکندر نے جب ربیعہ اور داؤد کو باتیں کرتے دیکھا تو ملنے کے بعد اماں جان کی طرف چلا آیا' جو کہ چائے بنانے میں مصروف تھیں۔
''اماں جان......! آپ یہ سب کیوں کر رہی ہیں' ربیعہ سے کہیں وہ خود کیا کرے''۔ وہ اندر کے غصے کو دباتے ہوئے بولا۔
''بیٹا......! کیوں غصہ کر رہے ہو' آج نہیں تو کل تو اسے ہی کرنا ہے ناں یہ سب کچھ' تم بھی چل کر بیٹھو میں چائے لے کر آتی ہوں''۔ اماں جان متانت سے بولیں۔
''اماں جان......! میں اسے یہاں بٹھا رہنے کیلئے نہیں لایا' آپ اسے کہتی کیوں نہیں ہیں' اس کا فرض بنتا ہے آپ کی ہیلپ کروائے' خدمت کرے''۔ وہ کچن میں ہی بیٹھ گیا۔
''بیٹا......! آہستہ آہستہ سب سمجھ جائے گی' بچی نہیں ہے وہ''۔ اماں جان اٹھتے ہوئے بولیں تو وہ خود سے بھی نظریں چرا کر دل ہی دل میں گویا ہوا۔



''ہاں بچی نہیں ہے اس لئے یہاں لایا تھا اور وہ سونان......'' اسے نجانے کیوں سونان یاد آ گئی۔
''اگر وہ یہاں ہوتی تو اماں جان کتنی خوش ہوتیں''۔ اسے اماں جان کی خواہش بھی معلوم ہو گئی تھی مگر وہ خاموش ہی رہا۔ وہ اپنی سوچوں میں گم تھا کہ ربیعہ کچن میں داخل ہوئی' وہ چونک گیا۔
''ربیعہ......! کیا یہ اچھا لگتا ہے کہ تم وہاں بیٹھی گپیں لگا رہی ہو اور اماں جان یہاں تمہارے کام کر رہی ہوں''۔ وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا تو ربیعہ نے بہت حیرت سے اسے دیکھا۔
''میرا بھائی آدھے گھنٹے کیلئے آیا ہے اور میں وہ ٹائم چائے بنانے میں گزار دوں صرف اور صرف آپ کے اطمینان کیلئے' یاشار! آپ تو کم از کم ایسی باتیں نہ کریں''۔ وہ کہہ کر چلی گئی اور یاشار سکندر نے وہیں اپنا سر تھام لیا۔

⟡..........☆..........⟡

عمان میٹرک کے بعد اب کالج میں تھا اور ہر ویک اینڈ پر ہی آتا تھا' اماں جان گھر میں اکیلی ہوتیں۔ یاشار سکندر لاہور اور ربیعہ کالج چلی جاتی' اماں جان کو گھر کی ویرانی کھانے کو دوڑتی لیکن وہ کر بھی کیا سکتی تھیں۔ ربیعہ' یاشار سکندر کی پسند تھی حالانکہ ان کا ارادہ سونان کو اپنے گھر لانے کا تھا لیکن یہ بات انہوں نے صرف اپنے دل تک ہی محدود رکھی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھیں کہ یاشار سکندر بھی ان کی یہ خواہش جانتا ہے' وہ بیٹے کو خوش دیکھنا چاہتی تھیں' اگر وہ ربیعہ کے ساتھ میں خوش تھا تو پھر وہ کیونکر ایسی بات کرتیں۔
دوپہر کا وقت تھا وہ کھانا بنا چکی تھیں' ربیعہ ابھی ابھی کالج سے لوٹی تھی' انہوں نے اسے فریش ہونے کا کہا اور خود کھانا گرم کرنے لگیں۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بجی' فون ربیعہ نے ہی ریسیو کیا' نجانے فون پر کیا کہا گیا تھا کہ وہ رونے لگی۔ اماں جان کانپتے دل سے فوراً اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔
''بیٹا......! کیا ہوا ہے؟ سب خیریت تو ہے ناں...... میرے بچے تو خیریت سے ہیں ناں؟'' انہوں نے بے تابی سے پوچھا۔ ربیعہ نے غصے سے ان کی طرف دیکھا۔
''اماں جان......! اس دنیا میں آپ کے بچوں کے علاوہ بھی لوگ بستے ہیں' آپ کے بچے ٹھیک ہیں انہیں کیا ہونا ہے''۔ وہ شاید بدلحاظ ہو چکی تھی۔
''میرے بھائی کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے' ہائے میرا بھائی...... بھلا کیا کر سکتا ہے' وہ تو بہت معصوم ہے''۔ وہ اپنے کلوتے بھائی کا ذکر بہت محبت سے کر رہی تھی جبکہ اماں جان کے بچوں کی اہمیت اس کی نظر میں کیا تھی...... وہ اماں جان کو سمجھ آ چکی تھی۔ اماں جان اپنی بے وقعتی کے احساس سے باہر چلی آئیں اور سوچنے لگیں کہ یہ کیسی عورت ہے کہ سے اپنے شوہر کے بارے میں کہتے ہوئے ذرا احساس نہیں ہوا' اس نے تو شاید سوچا بھی نہ ہوگا کہ غصے میں وہ کیا غلط بول گئی ہے۔
ربیعہ نے فوراً کچھ سوچتے ہوئے یاشار سکندر کو فون ملایا۔
''ہیلو یاشار......! میں ربیعہ بات کر رہی ہوں''۔ ربیعہ جلدی سے بولی۔
''ہاں بولو خیریت' تم نے فون کیا؟ گھر پر تو سب خیریت ہے ناں' اماں جان کی طبیعت ٹھیک ہے''۔ وہ اس سے پوچھنے لگا اور ربیعہ تو اس وقت غصے سے کھول اٹھی۔
''یاشار......! اس گھر میں اور بھی لوگ رہتے ہیں' بہرحال آپ جلدی گھر آئیں ایمرجنسی ہے''۔ وہ اسے سرتاپا حیرت میں چھوڑ کر فون بند کر گئی۔
اگلے دو گھنٹے میں وہ گھر پر تھا۔ ربیعہ اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

''کیا ہوا ہے......؟'' وہ جلدی سے بولا۔
''یاشار......! میرے بھائی کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے' پلیز...... آپ اسے رہا کروا دیں''۔ وہ عاجزی سے بولی اور یاشار سکندر کے اندر اس بات نے اشتعال بھر دیا۔
''تم نے مجھے اس بات کے لئے بلایا ہے اور میں پوری رات نجانے کیا سمجھتا رہا' اتنا پریشان رہا تم مجھے فون پر بتا دیتیں' تو میں وہاں بیٹھ کر بھی کچھ نہ کچھ کر سکتا تھا''۔ اسے ربیعہ پر بہت غصہ آ رہا تھا' ایسی بچگانہ حرکت کی اسے امید نہیں تھی۔ وہ غصے سے اماں کی جانب چلا آیا جو باہر ہی کھڑی تھیں اور ربیعہ پیچھے غصے سے کھولتی رہی۔ آدھے گھنٹے بعد وہ اپنے کمرے میں آیا' فون ملایا تاکہ ربیعہ کے بھائی کے بارے میں جان سکے۔ دوسری طرف نجانے کیا کہا جاتا رہا یاشار سکندر لب بھینچے سنتا رہا اور پھر فون رکھ دیا۔ ربیعہ نے امید بھری نظروں سے اسے دیکھا۔
''ربیعہ! داؤد کے پاس سے کافی مقدار میں منشیات برآمد ہوئی ہے''۔ یاشار سکندر کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پر ربیعہ نے تیزی سے نفی میں سر ہلا دیا۔
''لیکن داؤد کے پاس یہ آئی کیسے؟ یہ تو سراسر الزام ہے' داؤد ایسا نہیں ہے''۔ وہ پھر بولی۔
''دیکھو اگر وہ بے گناہ ہوا تو کوئی اسے سزا نہیں دے سکتا اور اگر یہ الزام سچ ثابت ہو گیا تو اسے سزا ضرور ملے گی''۔ وہ اسے سمجھانے لگا۔
''کیوں آپ کی یہ افسری کب کام آئے گی؟ آپ کو کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا''۔ وہ تنک کر بولی۔
''ربیعہ......! میں کسی غلط کام میں کبھی بھی کوئی مدد نہیں کر سکتا' اگر وہ سچا ہے بے گناہ ہے تو میں اس کی مدد ضرور کروں گا ورنہ نہیں''۔ وہ کہہ کر باہر چلا گیا۔
تمام معلومات حاصل کر کے جب وہ گھر لوٹا تو رات ہو چکی تھی۔ داؤد پر لگا الزام سچ تھا' اسے بہت افسوس ہوا کہ وہ ایسا بھی کر سکتا ہے' اس نے تمام تفصیل ربیعہ کو بتائیں اور کسی بھی قسم کی مدد سے انکار کر دیا۔ ربیعہ کا دل یاشار سکندر سے بدگمان ہو چکا تھا' دوسرے دن اس کے واپس جاتے ہی ربیعہ نے اماں جان کے خلاف محاذ شروع کر دیا۔ اس کے خیال میں یہ سب کیا دھرا اماں جان کا ہی تھا۔

☆

سونان اور ہانیہ فورتھ ایئر کے پیپرز دے کر فارغ ہوئیں تو واسع اور ہانیہ کی شادی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سونان' بھائی کی شادی بہت بھرپور طریقے سے انجوائے کرنا چاہتی تھی' جبھی اس نے شادی کی تیاریوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' ہفتے پہلے سے ہی سونان کی خواہش پر گھر میں ڈھولکی رکھ دی گئی' اماں جان بھی عمان کے ساتھ شہر پہنچ چکی تھیں۔ ربیعہ اور یاشار سکندر نے مہندی کے دن پہنچنا تھا' سونان کو دیکھ کر اماں جان کو کافی حیرت ہوئی' وہ انہیں کافی بدلی بدلی سی دکھائی دی۔
''سونان......! تم تو لگتا ہے بھول گئی ہو' کبھی فون نہیں کیا اور نہ ہی چکر لگایا''۔ وہ اس سے پوچھنے لگیں۔
''پھپھو جان......! میں ابھی تو فائنل ایئر کے ایگزامز دے کر فارغ ہوئی ہوں' پھر بھائی کی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں تو ٹائم ہی نہیں ملا' آپ نے بلایا ہے تو ضرور آؤں گی''۔ وہ ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی تو انہوں نے اسے اپنے ساتھ پیار سے لگا لیا۔
مہندی کی تقریب عروج پر تھی' سب اپنی اپنی تیاریوں میں مشغول تھے' مہندی چونکہ کمبائن تھی اس کا انتظام باہر لان میں کیا گیا تھا۔ سونان اس وقت اپنی تیاریوں میں مصروف تھی۔ آج کافی عرصے کے بعد وہ دل سے تیار ہوئی



تھی۔ واسع اور ہانیہ کو اسٹیج تک باری باری لایا گیا' جس وقت سونان' ہانیہ کو مہندی لگانے کیلئے اسٹیج پر آئی تو سامنے ہی اسے یاشار سکندر اپنی طرف متوجہ نظر آیا۔ یاشار سکندر آج ایک سال بعد اسے دیکھ رہا تھا۔ نجانے کیوں اسے دیکھ کر سونان کی کہی گئی ساری باتیں ذہن میں چلی آئیں' یاشار سکندر کے دل میں کچھ کھونے کا احساس جاگا' وہ اس وقت اپنے اردگرد سے بے نیاز اسے ہی دیکھ رہا تھا جو آج اُسے نظر انداز کر کے چلی گئی تھی۔
ربیعہ نے یاشار سکندر کو ایک دو بار پکارا تو وہ ہوش کی دنیا میں آیا۔
''یاشار......! کیا بات ہے؟'' ربیعہ نے کھوجتے ہوئے پوچھا۔
''آں......ہاں کچھ نہیں''۔ وہ غائب دماغی سے بولا' ربیعہ حیران سی ہو گئی۔ مہندی کی تقریب جیسے ہی ختم ہوئی تو وہ اماں جان سے ضروری کام کا بہانہ کر کے واپس چلا آیا۔
وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ کیوں وہ اس سے بھاگ کر چلا آیا' کیوں اس سے دور ہوا۔ وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے سوچے جا رہا تھا۔

☆

شادی کی تقریب ختم ہوئی تو اماں جان نے بھی واپسی کا پروگرام بنا لیا۔ ربیعہ' یاشار سکندر کے واپس چلے جانے کی وجہ سے کشمکش میں تھی کہ آخر ایسی کون سی بات ہو گئی جو وہ واپس چلا آیا۔
جس وقت وہ گاؤں پہنچے شام ہو چکی تھی۔ ربیعہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو کمرے کو اندھیرے میں ڈوبا پایا' اس نے لائٹ آن کر دی' سامنے ہی یاشار سکندر ایزی چیئر پر آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔
''یاشار......!'' وہ اسے پکارتی آگے بڑھی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔
''سونان......! پلیز لائٹ آف کر دو''۔ وہ تیزی سے بولا مگر سامنے کھڑی ربیعہ کو دیکھ کر اسے اپنے الفاظ کا احساس ہوا۔ ربیعہ کا چہرہ اس وقت غم و غصے کی تصویر بنا ہوا تھا۔
''اچھا اب میں سمجھی کہ یہ چکر کیا ہے' وہ کون سا ضروری کام تھا جو آپ کو کرنا تھا' آپ کو تو اپنا غم منانا تھا''۔ وہ ہاتھ نچا کر بولی۔
''پلیز ربیعہ......! آئی ایم سوری' غلطی سے میرے منہ سے سونان......'' وہ وضاحت دینے لگا تو درمیان میں ہی ربیعہ نے اس کو ٹوک دیا۔
''کیا غلطی ہے؟ آپ تو خود کو بہت میچور سمجھتے تھے تو یہ ٹین ایجرز والی حرکتیں کیوں کر رہے ہیں' کیوں اس وقت اپنی ناکام محبت کا غم نہیں منا رہے آپ؟'' وہ سوالیہ انداز سے بولی۔
''ربیعہ......! اسٹاپ' بند کرو اپنی فضول گوئی''۔ وہ غصے سے دھاڑا۔ ربیعہ رونے لگی۔
''دیکھو ربیعہ......! وہ مجھے بالکل عمان کی طرح عزیز ہے' کیوں غلط فہمی کا شکار ہو رہی ہو''۔ وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔
''مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی' جب وہ آپ کو پسند تھی تو اس سے ہی شادی کر لیتے آپ' میری زندگی کیوں تباہ کی''۔ وہ زور زور سے چیختے ہوئے بولی۔ یاشار نے بمشکل خود کو ہاتھ اٹھانے سے روکا۔ اتنے میں اماں جان بھی شور کی آواز سن کر آ گئیں' ربیعہ انہیں بھی سنانے لگی' ان کا ضبط جواب دے گیا۔
''اماں جان......! آپ ہی سمجھائیں اسے' بند کرے بکواس اپنی''۔ وہ کہہ کر خود کمرے سے باہر آ گیا۔ اماں جان نے تحمل سے ربیعہ سے لڑائی کی وجہ پوچھی تو اس نے چیختے ہوئے انہیں صورتحال بتائی اور ساتھ ہی انہیں بھی

قصوروار ٹھہرادیا۔ اماں جان سر تھام کر رہ گئیں۔

✩

یاشار سکندر واپس چلا گیا۔ ربیعہ اس سے ناراض تھی۔ یاشار نے اسے منانے کی کوشش بھی کی مگر بے سود۔ وہ کچھ سننے کو تیار نہ تھی' اس کے دل میں شک کا کانٹا چبھ چکا تھا۔ یاشار سکندر کے جانے کے ٹھیک ایک ہفتے بعد اماں جان کی طبیعت خراب ہوگئی' عمان تو یہاں ہوتا نہیں تھا' ربیعہ نے گھر میں ہی انہیں کچھ دوا وغیرہ دے دی اور اپنے فرض سے سبکدوش ہوگئی' اماں جان بخار میں تڑپ رہی تھیں اور ربیعہ صبح کالج چلی گئی' واپس آئی تو یاشار سکندر کو گھر میں موجود پایا۔

''تم نے مجھے فون کیوں نہیں کیا کہ اماں جان کی طبیعت اتنی سخت خراب ہے''۔ وہ اس کے سر پر سوار پوچھ رہا تھا۔

''میں نے نے کہا معمولی بخار ہے جلد ٹھیک ہوجائے گا' ویسے بھی میں نے آپ کو پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا ویسے بھی اور تھوڑے غم ہیں آپ کو''۔ وہ دلیری سے بولی' یاشار سکندر اس کی آخری بات کو تو برداشت کر گیا۔

''واہ ربیعہ بیگم واہ...... جب تمہارا بھائی جیل میں تھا تو اس وقت تمہیں احساس نہ ہوا کہ میں پریشان ہوں گا' سارا راستہ میں نے اس دن پریشانی میں گزارا اور اب جبکہ اماں جان اتنی سخت بیمار ہیں تو تم نے مناسب نہیں سمجھا' کیسی عورت ہو تم؟'' وہ افسوس سے بولا۔

''ہاں میں تو بری ہوں تو پھر کیوں مجھ سے شادی کی' اپنی اس سوتان سے کرلیتے جس نے نجانے کیا گھول کر پلا دیا ہے' اب آپ کو صرف وہی دکھائی دیتی ہے اور سنائی بھی وہی دیتی ہے''۔ وہ کہتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

یاشار سکندر نے تاسف سے جاتی ہوئی ربیعہ کو دیکھا جو اپنا گھر برباد کرنے پر تلی ہوئی تھی مگر وہ افسوس کے علاوہ اور کیا کرسکتا تھا' اس وقت اسے صرف اماں جان کی فکر کھائے جارہی تھی' اسے اب ربیعہ پر اعتبار نہیں رہا تھا' نجانے اس کی غیر موجودگی میں وہ اماں جان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھے۔

✩

وہ شہر واپس آ تو گیا تھا مگر اسے مسلسل اماں جان کی فکر تھی' اسے اب اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا' ربیعہ اس کے لئے بالکل اچھی بیوی ثابت نہیں ہوئی تھی' وہ صرف اور صرف اپنا مفاد سوچتی تھی' جسے اپنے علاوہ کسی کی پرواہ نہیں تھی' دوسروں کو علم سکھانے والی یہ بات نہیں جانتی تھی کہ انسانیت کے کس طرح کام آیا جاسکتا ہے' اس کے باوجود اسے ربیعہ کے ساتھ اپنی زندگی کا سفر گزارنا تھا' سمجھوتے کی شکل ضرور موجود تھی۔

وہ روز فون کرکے اماں جان کی خیریت دریافت کرتا' اس طرح ان سے بات کرکے اسے اطمینان ہوجاتا کہ وہ ٹھیک ٹھاک ہیں' ربیعہ سے بھی کبھی کبھار بات چیت ہوجاتی' اس کا رویہ اب کافی جارحانہ ہوچکا تھا' وہ اس سے اُکھڑی اُکھڑی رہنے لگی تھی' اس کے بھائی کو بھی سزا ہوچکی تھی اس بات کا بھی اسے کافی دکھ تھا۔

✩

اُس دن بھی وہ اپنے آفس سے سیدھا گھر جارہا تھا کہ راستے ہی میں مرتضیٰ ماموں کا فون آگیا۔

''جی ماموں......! خیریت؟ آپ نے کال کی''۔ اس نے حیرت سے دریافت کیا۔

''خیریت ہی تو نہیں ہے' ہمارے یہاں اگر ابھی پہنچ سکتے ہو تو آجاؤ''۔ مرتضیٰ ماموں نے کافی سنجیدگی سے جواب دیا۔

وہ سوچتا ہوا وہاں پہنچا' سب ہی بیٹھے شاید اسی کا انتظار کررہے تھے' وہ سب کو سلام کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔



''ماموں......! آپ نے یاد کیا تھا''۔ اس نے مرتضیٰ ماموں سے پوچھا۔

''ربیعہ آئی تھی یہاں''۔ ان کی یہ بات یاشار سکندر کے دماغ پر دھماکے کی طرح لگی' وہ بیٹھے سے کھڑا ہوگیا۔

''کیا...... ربیعہ یہاں آئی تھی مگر کیوں؟'' وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

''یاشار! کیا چل رہا ہے تم دونوں کے درمیان؟'' انہوں نے اس کے سوال کو نظرانداز کرکے پوچھا۔

''کیا مطلب؟ میں سمجھا نہیں''۔ اس نے پوچھا۔

''یاشار......! وہ کہہ کر گئی ہے کہ......'' مرتضیٰ ماموں نے کچھ کہتے کہتے لب بھینچ لیے۔ واسع نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں اطمینان دلایا' یاشار سکندر نے واسع کی طرف حیرت سے دیکھا۔

''پاپا......! آپ اپنے کمرے میں جائیں' میں خود ان سے بات کرتا ہوں''۔ واسع نے مرتضیٰ صاحب کو کمرے میں بھیج دیا۔ اب وہ دونوں اکیلے تھے' یاشار سکندر نے واسع کی طرف پُرسوچ نگاہوں سے دیکھا۔

''واسع......! مجھے بتاؤ' میرا ضبط جواب دے رہا ہے''۔ اس نے پوچھا۔

''یاشار بھائی......! آج صبح ربیعہ بھابی اچانک چلی آئیں' میں ہانیہ اور سوتان کے ساتھ لان میں تھا' انہوں نے سوتان کو خوب لعن طعن کی کہ وہ آپ دونوں کا گھر برباد کرنے کی کوشش کررہی ہے' مجھ سے برداشت نہیں ہوا کہ کوئی میری بہن پر الزام لگائے جبکہ میں' ہم سب اور آپ بھی جانتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہے تو پھر کس بنیاد پر وہ یہ سب کہہ رہی تھیں' اسی لئے میری ان کے ساتھ کافی تکرار ہوئی۔ وہ اور بھی بہت کچھ کہہ کر گئی ہیں اسی لئے آپ کو فون کرکے حقیقت معلوم کرنا چاہی تھی' اگرچہ میں آپ سے چھوٹا ہوں لیکن پھر بھی میں یہی چاہوں گا کہ آپ ربیعہ بھابی کی غلط فہمی دور کریں''۔ واسع کچھ پل کو خاموش ہوا تھا۔

یاشار سکندر نے شرمندگی سے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا اور پھر جب بولا تو اس کا لہجہ کافی مضبوط تھا۔

''واسع......! تم فکر مت کرو' سوتان اس معاملے میں بالکل بے قصور ہے اور رہی بات ربیعہ کی تو اسے میں خود سمجھا لوں گا''۔ کہتے ہوئے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔ واسع خاموشی سے انہیں جاتا دیکھنے لگا اور پھر کچھ سوچ کر سوتان کے کمرے کی طرف چل دیا جس نے صبح سے رو رو کر اپنا حال خراب کیا ہوا تھا۔

''ہانیہ......! میں نے کبھی ان دونوں کا گھر برباد کرنے کی کوشش نہیں کی' میں بھلا ایسا کیوں کروں گی' یہ سچ ہے کہ میں ان سے محبت کرتی ہوں میں انہیں اپنانا چاہتی تھی لیکن شاید وہ مجھ سے ایسی محبت نہیں کرتے اسی لئے انہوں نے ربیعہ سے شادی کرلی لیکن یہ بات غلط ہے کہ میں نے ڈورے ڈالنے کی کوشش کی ہے' تم جانتی ہو میں ایسی نہیں ہوں''۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کر بلک بلک کر رو دی' اسے خود پر لگایا جانے والا الزام بہت گھٹیا لگا تھا۔ ہانیہ خاموشی سے اس کے آنسو صاف کرتی رہی۔ واسع جو سوتان کے روم کی طرف آیا تھا وہیں سے پلٹ گیا۔ اسے سوتان کی باتیں سن کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

✩

یاشار سکندر جس وقت گھر پہنچا' ربیعہ صحن میں بیٹھی فون پر کسی سے باتیں کررہی تھی' یاشار سکندر نے اس کا موبائل چھین کر بند کردیا۔

''یہ کیا طریقہ ہے' میں اتنا ضروری فون کررہی تھی''۔ وہ غصے سے بولی۔

''تمہیں بالکل شرم نہیں آئی ایسی حرکت کرتے ہوئے' میں تو تمہیں بہت قابل' بہت میچورڈ سمجھتا تھا مگر شاید میں غلط تھا' بتاؤ کیوں کیا تم نے ایسا؟'' وہ غصے سے دھاڑا تھا۔

’’کیا کیا ہے میں نے جو آپ اس قدر غصہ کر رہے ہیں مجھ پر‘‘۔ وہ انجان بنتے ہوئے بولی۔

’’اچھا تو اب تمہیں یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تم نے کیا کیا ہے‘ تم کیوں گئی مصطفیٰ ماموں کے گھر؟ کیوں تم نے وہاں جا کر بکواس کی؟‘‘ وہ اسے دونوں بازوؤں سے پکڑتے ہوئے بولا۔

’’میں نے ٹھیک کیا جو وہاں گئی اور جو کچھ وہاں جا کر کہا وہ بھی بالکل سچ تھا‘ آخر ان کو بھی تو اپنی بیٹی کے......‘‘ ابھی اس کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ یاشار سکندر کا بھاری ہاتھ اٹھ گیا۔

’’جھوٹ ہے یہ سب اس نے کبھی میرا گھر برباد کرنے کی کوشش نہیں کی‘‘۔ یاشار سکندر غصے سے بولا۔ ربیعہ گال پر ہاتھ رکھے اور زور سے چیخنے لگی۔

’’بند کرو بکواس اپنی‘ اگر آئندہ تم نے سونان کے بارے میں کچھ کہا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا‘‘۔ وہ اسے وارن کرتا پھر سے گاڑی میں آ بیٹھا اور گاڑی شہر کے راستے پر ڈال دی‘ اس کی گاڑی اس وقت ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ اسے ربیعہ پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔ اتنی بڑی بات...... اس نے کر دی کہ وہ اب کسی سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا‘ وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھا کہ اس کی گاڑی سامنے سے آتی گاڑی سے جا ٹکرائی۔

☆

اماں جان کو جب ایکسیڈنٹ کی اطلاع ملی تو انہوں نے ربیعہ سے ساتھ چلنے کو کہا لیکن اس نے کمال بے مروتی سے انکار کر دیا۔ اماں جان تاسف سے اسے دیکھنے لگیں لیکن وہ بے نیازی سے اندر بڑھ گئی۔ اماں جان ہمسائے کے بیٹے کے ساتھ شہر روانہ ہوئیں اور ساتھ ہی بھائیوں کو بھی فون کر دیا۔ جس وقت وہ اسپتال پہنچیں سب ہی آ چکے تھے‘ یاشار سکندر اس وقت بے ہوش تھا‘ وہ سب آپریشن تھیٹر کے باہر پریشان کھڑے تھے‘ اتنے میں ڈاکٹر باہر آ گیا۔

’’یاشار صاحب کے ساتھ کون ہے؟‘‘ مرتضیٰ ماموں اور واسع ڈاکٹر کی طرف بڑھے۔ اماں جان بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

’’مریض کا خون بہت بہہ چکا ہے‘ آپ لوگ فوراً خون کا بندوبست کریں‘‘۔ ڈاکٹر نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’خطرے کی تو کوئی بات نہیں ناں ڈاکٹر صاحب؟‘‘ مرتضیٰ صاحب نے پوچھا۔

’’دیکھیں فی الحال تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے‘ ایکسیڈنٹ بہت شدید نوعیت کا تھا‘ ان کی ٹانگوں پر کافی چوٹیں آئی ہیں‘ آپ لوگ بس دعا کریں‘‘۔ ڈاکٹر اندر کی طرف بڑھ گیا جبکہ مرتضیٰ صاحب فرحانہ بیگم کو تسلی دینے لگے جو روتی آنکھوں سے اللہ کو یاد کر رہی تھیں۔

☆

سونان کو جب یاشار سکندر کے ایکسیڈنٹ کا پتہ چلا تو وہ سکتے کی سی کیفیت میں چلی گئی‘ ہانیہ اسے تسلی دیتے ہوئے خود بھی رو پڑی‘ سونان اسے خالی نظروں سے دیکھنے لگی۔

’’سونان...... ہوش کرو ابھی کوئی اچھی اطلاع ان کے بارے میں آ جائے گی‘‘۔ وہ اسے سمجھانے لگی۔

’’سونان......!‘‘ ہانیہ نے اس کا کندھا ہلایا تو وہ بلک بلک کر اس کے ساتھ لگ کر رونے لگی۔

’’یہ کیسے ہو سکتا ہے......‘‘ وہ روتے ہوئے بولی۔ وہ اس وقت شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھی‘ ہانیہ اسے ساتھ ساتھ دلاسا دینے لگی۔

☆



تقریباً دو گھنٹے تک آپریشن تھیٹر کے باہر وہ انتظار کرتے رہے‘ جب ڈاکٹر نکلا تو واسع اس کی طرف بڑھا۔

’’ڈاکٹر صاحب...... اب خیریت تو ہے ناں؟‘‘ واسع نے پوچھا۔

’’جی باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن ہم ان کی ٹانگوں کے بارے میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتے‘ ففٹی پرسنٹ چانس ہیں باقی اللہ بہتر کرنے والا ہے‘ ہم تو صرف کوشش کر سکتے ہیں‘‘۔ ڈاکٹر آگے بڑھ گیا۔

اماں جان وہیں بیٹھ کر رونے لگیں۔ مرتضیٰ صاحب اور واسع خوشاک میں تھے۔ گھر پر بھی اطلاع کر دی گئی۔ سونان سمیت سب ہی سکتے کی حالت میں تھے‘ خبر ہی ایسی تھی۔ فرحانہ بیگم بیٹے کی حالت دیکھ کر مزید غمزدہ ہو گئیں‘ سب ہی فرحانہ بیگم کو دلاسا دے رہے تھے لیکن یہ زخم ایسا تھا جو آہستہ آہستہ ہی بھرنا تھا۔

☆

ربیعہ فرحانہ بیگم کے اسپتال جانے کے بعد ہی اپنے میکے چلی آئی تھی‘ جب اسے یاشار سکندر کی ٹانگوں کے کچلنے کا پتہ چلا اور ساتھ ہی یہ خبر کہ شاید ہی اب وہ دوبارہ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے تو اس نے خلع کا نوٹس بھی بھجوا دیا۔ اماں جان جو بیٹے کیلئے پہلے ہی پریشان تھیں اس بات نے ان کے غم میں مزید اضافہ کر دیا۔ یاشار سکندر سب جان چکا تھا۔

’’اماں جان...... ! یہ سب کچھ تو ہونا ہی تھا‘ بھلا ایک ڈس ایبل شخص کے ساتھ کون پوری زندگی گزار سکتا ہے‘‘۔ وہ بیڈ پر دراز آنکھیں موندے ہوئے بولا تو اس کی بند آنکھوں سے آنسو گرنے کو بے تاب سے ہوئے‘ اس نے بدقت ان پر قابو پالیا۔ اماں جان بیٹے کی لاچارگی دیکھ کر رو پڑیں‘ پھر بیٹے کی ہمت بندھاتے ہوئے بولیں۔

’’بیٹا...... ! تم ہمت سے کام لو‘ اپنے آپ کو سنبھالو‘ ہم سب کو تمہاری ضرورت ہے‘ ویسے بھی ڈاکٹر نے امید دلائی ہے کہ اگر تم خود کوشش کرو تو تھوڑی بہتری لا سکتے ہو پھر ہم چھ ماہ کے بعد تمہارا آپریشن کروائیں گے‘ یہاں علاج نہ ہو سکا تو باہر لے جائیں گے‘ انشاء اللہ تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے‘‘۔ اماں جان اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔

☆

سونان جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ہانیہ کو اپنے انتظار میں بیٹھے دیکھا۔

’’کیا بات ہے کچھ پریشان نظر آ رہی ہو‘‘۔ سونان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

’’بات ہی کچھ ایسی ہے‘ ابھی ابھی پھپھو کی کال آئی تھی‘ یاشار بھائی نے ربیعہ کو طلاق دے دی ہے‘‘۔ ہانیہ نے جیسا دھماکا کیا‘ سونان نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

’’یہ کیسے ہو سکتا ہے‘ وہ تو ربیعہ کو بہت چاہتے تھے‘‘۔ سونان نے پُرسوچ انداز میں پوچھا۔

’’ہاں لیکن سننے میں یہ آیا ہے کہ ربیعہ نے خود خلع کا نوٹس بھجوایا تھا‘ ربیعہ کو جب پتہ چلا کہ یاشار بھائی اب شاید ہی عمر بھر اپنی ٹانگوں پر چل سکیں اس لئے انہوں نے علیحدگی اختیار کی‘‘۔ سونان نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

’’ہانیہ...... ! کیا ربیعہ کو ان سے محبت نہیں تھی‘‘۔ وہ اس کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے بولی۔

’’کیا کہہ سکتے ہیں‘‘۔ ہانیہ کوئی جواب نہ دے سکی۔

’’ہانیہ...... ! انہوں نے میرا نام تو نہیں لیا ناں؟‘‘ سونان ربیعہ کے حوالے سے خوفزدہ تھی۔

’’بھلا تمہارا نام کیوں لیں گی وہ‘ تم نہیں جانتیں ربیعہ نے یاشار بھائی کی زندگی مشکل میں ڈال رکھی تھی‘ پھپھو کو بھی اتنا تنگ رکھا‘ یاشار بھائی تو ہر صورت سمجھوتہ کرنا چاہتے تھے لیکن ربیعہ کسی طور نہ مانی‘ پھپھو تک اسے منانے گئیں

مگران کی ناں ہاں میں نہیں بدلی"۔ ہانیہ نے اسے تفصیلاً آگاہ کیا۔

☆

یاشار سکندر تقریباً دو ماہ ہاسپٹل رہنے کے بعد گھر آچکا تھا۔ فرحانہ بیگم نے گھر آتے ہی بیٹے کا صدقہ اتارا' ڈاکٹرز نے یاشار سکندر کو آہستہ آہستہ ایکسرسائز کرنے کا مشورہ دیا تھا' یہی وجہ تھی کہ اب وہ سپاہی گل محمد کی زیرِ نگرانی روزانہ تھوڑی بہت ایکسرسائز کر رہا تھا۔ گل محمد اس کے محکمے کا بندہ تھا جو شہر میں اس کے کام کاج کیلئے ساتھ تھا۔ ڈاکٹرز نے امید دلائی تھی کہ اگر وہ خود کوشش کرے' ہمت کرے تو چھ ماہ بعد آپریشن کے قابل ہو جائے گا۔ تین ماہ ایکسیڈنٹ کو ہو چکے تھے لیکن صورتحال حوصلہ افزا نہیں تھی' وہ سہارے کے باوجود چند قدم سے زیادہ نہیں چل سکتا تھا۔ اماں جان بیٹے کو دیکھ کر اندر ہی اندر ہمت و حوصلہ ہار رہی تھیں۔ شہر سے سب ہی ملنے کے لئے گاؤں آئے لیکن سونان نہیں آئی تھی۔ اس نے خود کو بہت مصروف کر لیا تھا' ماسٹرز کرنے کے بعد وہ آج کل ایک بینک میں جاب کر رہی تھی۔ یاشار سکندر کو یوں لگا جیسے وہ بھی ربیعہ کی طرح اس سے دور جانا چاہ رہی ہے' اسی سوچ نے یاشار سکندر کے دل میں پھر سے غم و غصہ کو بھر دیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالے۔ اماں جان پچھلے ایک ہفتے سے بیٹے کی حالت دیکھ رہی تھیں' اس نے ایکسرسائز کرنا چھوڑ دی تھی' بات کرنا کم کر دی تھی کہ انہی دنوں سونان کا فون آ گیا۔

"ہیلو یاشار سکندر اسپیکنگ!" یاشار کی آواز سونان کے دل پر دستک کی طرح لگی مگر اس نے خود کو فوراً کمپوز کر لیا۔

"ایس پی صاحب بہت افسوس ہوا آپ کی محبت آپ کو چھوڑ کر چلی گئی' آپ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ میں آپ کی عیادت کو نہیں آئی' الٹا آپ کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بجائے نمک چھڑک رہی ہوں' کیا کروں یہ عادت بھی آپ سے ہی سیکھی ہے"۔ یاشار سکندر جو اس کی گفتگو خاموشی سے سن رہا تھا' وہ بھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سونان اس سے بھی ایسی بات بھی کر سکتی ہے' اس نے غصے سے موبائل دیوار پر دے مارا اور تب سے وہ سونان پر آیا غصہ دوسروں پر اتار رہا تھا۔

☆

"سونان......! تم جانتی ہو تم نے کتنا دل دکھایا ہے یاشار بھائی کا' میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ تم اس طرح سے بدلہ لوگی اُن سے"۔ ہانیہ' سونان سے اس دن سے ناراض تھی جس دن اس نے یاشار کو فون کیا تھا۔

"ہانیہ......! میں جانتی ہوں کہ میں نے ان کے ساتھ بُرا کیا' انہیں میری بات سن کر دکھ ہوا ہو گا' نجانے کیوں ہانیہ میں چاہتی ہوں وہ مجھے ڈانٹیں' بالکل ویسے ہی جیسے پہلے ڈانٹتے تھے' غصہ کرتے تھے وہ جان جائیں کہ میں کیا چاہتی ہوں' وہ جان جائیں کہ میں نے کیوں یہ سب کچھ کیا"۔ وہ نم لہجے میں بولی۔

"ہانیہ......! میں انہیں بے بس نہیں دیکھ سکتی' شاید اسی لیے انہیں غصہ دلا رہی ہوں' تم جانتی ہو وہ مجھے بے حد عزیز ہیں اور جو کچھ بھی میں نے اُن سے کہا میں اُن سے اس کی معافی مانگ لوں گی' پہلے وہ ہمت ہارنا چھوڑ دیں' پھر ابھی انہیں تھوڑا سبق سکھانے کیلئے ضروری تھا یہ سب کچھ"۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتیں"۔ ہانیہ اسے چڑاتے ہوئے بولی تو وہ بھی اس کے ساتھ مسکرانے لگی۔

☆

"خان ولا" میں آج کل سونان کی شادی کی باتیں ہو رہی تھیں' ایک دو بہت اچھے رشتے بھی تھے' مرتضیٰ خان کا ان دونوں میں سے کسی ایک کو مثبت جواب دینے کا ارادہ تھا' اسی مقصد کیلئے ہانیہ کو سونان کے پاس اس کی مرضی پوچھنے کیلئے بھیجا گیا' سونان تو سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گئی۔



"ہانیہ......! تم کہہ دو میں نے ابھی شادی نہیں کرنی"۔ سونان سنجیدگی سے بولی۔

"سونان......! دیکھو دونوں لڑکے اچھے گھرانوں کے ہیں' مرتضیٰ انکل نے تمہاری مرضی پوچھنے کو کہا ہے تو بتاؤ میں ان کو کیا جواب دوں"۔ ہانیہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

"تم کہہ دو میں نے انکار کر دیا ہے' پاپا پوچھیں گے تو میں کوئی نہ کوئی تسلی بخش جواب دے ہی دوں گی"۔ سونان پھر بولی۔

"میں وجہ پوچھ سکتی ہوں؟" ہانیہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وجہ تم جانتی ہو"۔ سونان بولی۔

"سونان......! کوئی نہیں مانے گا' پہلے کی بات اور تھی لیکن اب...... تم رہ لو گی ان کے ساتھ' ان کی بیوی تک تو چھوڑ گئی ہے ان کو"۔ ہانیہ نے پھر سمجھایا مگر وہ کسی صورت ماننے کو تیار نہ تھی۔

☆

ہانیہ نے واسع کو ساری حقیقت بتا دی' واسع سن کر تو کچھ پل کیلئے شاک میں آ گیا۔

"ہانیہ......! تم سمجھاؤ اس بیوقوف لڑکی کو' پاپا کبھی نہیں مانیں گے اور......" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا' ہانیہ اس کی طرف متوجہ تھی۔

"کیا یاشار بھائی نے کچھ کہا ہے اُس سے"۔ واسع نے پوچھا تو ہانیہ نے فوراً اس بات کی نفی کی تو واسع کو کچھ اطمینان ہوا اور اس نے ایک سکون بھرا سانس لیا۔

"آپ کیا مرتضیٰ انکل سے بات کریں گے"۔ ہانیہ نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا دماغ صحیح ہے' پاپا کو میں اچھی طرح جانتا ہوں وہ کبھی نہیں مانیں گے' یہ سچ ہے کہ ہم سب یاشار بھائی کو بہت چاہتے ہیں لیکن سونان اور یاشار بھائی...... پہلے اگر یہ بات ہوتی تو شاید مان لی جاتی لیکن اب ان کے ایکسیڈنٹ کے بعد بہت مشکل ہے"۔

اور ہانیہ سوچ رہی تھی کہ محبت کرنے والوں کو یہ سب سمجھانا بہت مشکل ہے کہ آپ اپنی محبت کو بھول جائیں۔

☆

"یاشار بھائی......! آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی"۔ ہانیہ' واسع کے ساتھ یاشار سکندر کو دیکھنے آئی تو اس کے کمرے میں چلی آئی' یاشار سکندر نے کتاب گود میں رکھی اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں کہو کیا بات کرنی ہے؟" یاشار سکندر کی آواز کمرے میں گونجی۔

"سونان نے اس دن آپ کو فون کیا تھا' اس کا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا"۔ ہانیہ آہستگی سے بولی۔ یاشار سکندر کا چہرہ غم و غصے سے سرخ ہو گیا۔

"میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا"۔ وہ دو ٹوک لہجے میں بولا۔

"یاشار بھائی پلیز......! میری پوری بات تو سنیں"۔ وہ سونان کی پوزیشن کلیئر کرنا چاہتی تھی حالانکہ سونان نے ایسا کرنے سے منع کیا تھا اور پھر ہانیہ نے یاشار سکندر کو ساری بات جھجکتے ہوئے بتا دی۔ ہانیہ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا مگر یاشار سکندر کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ ہانیہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ یاشار سکندر نے ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ بھی بولنے سے روکا' وہ بالکل خاموش ہو گئی۔

"اب تم جا سکتی ہو"۔ یاشار سکندر کی آواز سنائی دی تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی اور پھر باہر آ گئی۔

یاشار سکندر نے اس کے جاتے ہی سونان کا نمبر ملایا۔

''سونان......! سزا کے لئے تیار رہنا' میں بہت جلد تمہارے سامنے ہوں گا''۔ ساتھ ہی فون کھٹاک سے بند کر دیا۔ یاشار سکندر کے لبوں پر اس وقت بڑی خوبصورت مسکراہٹ تھی اور دوسری طرف سونان کو ایک نئی فکر لاحق ہو چکی تھی۔

☆

یاشار سکندر چھ ماہ بعد آج پھر سے اسپتال میں موجود تھا' ڈاکٹر منصور نے کچھ ٹیسٹ کروانے کا کہا' اب انہیں رپورٹ کا انتظار تھا۔

''ڈاکٹر صاحب......! کتنے پرسنٹ چانس ہے؟'' یاشار سکندر نے خود ڈاکٹر سے پوچھا۔

''یہ سوال قبل از وقت ہے' رپورٹس کے بعد ہی بتایا جا سکتا ہے کہ آپریشن ہو سکتا ہے یا نہیں''۔ ڈاکٹر نے تفصیلاً جواب دیا۔

رپورٹس آ گئیں تو اماں جان کی خوشی دیدنی تھی۔ ڈاکٹرز کے مطابق کافی بہتری کا چانس تھا۔

''اماں جان......! میں چاہتا ہوں ابھی کسی کو بھی اس بارے میں نہ بتایا جائے' میں پہلے آپریشن کروا لوں تو پھر جیسا آپ چاہیں گی ویسا ہی ہو گا''۔ یاشار سکندر نے اماں جان سے اجازت طلب نظروں سے کہا۔

''لیکن بیٹا......! یہ کیسے ممکن ہے' تم نہیں جانتے جب سب کو پتہ چلے گا تو وہ کتنا خوش ہوں گے''۔ اماں جان نے اسے سمجھایا۔

''وہ تو ٹھیک ہے اماں جان......! میں یہ سب جانتا ہوں لیکن پلیز ابھی کچھ دن رک جائیں''۔ یاشار سکندر نے اماں جان کے دونوں ہاتھ تھام لئے تو اماں جان نے بیٹے کی خاطر خاموشی اختیار کر لی۔

☆

رپورٹس کلیئر ہونے کے ٹھیک دو ہفتے بعد اس کا آپریشن کر دیا گیا' وہ دو ماہ اسپتال رہا اور جب وہ بغیر سہارے کے چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو ڈاکٹروں نے اسے گھر جانے کی اجازت دے دی۔ اماں جان نے اس کے منع کرنے کے باوجود سب کو اس خوشی کی اطلاع دے دی' سب ہی ملنے چلے آئے' وہیں یاشار سکندر کو ہانیہ کی زبانی سونان کے اسلام آباد جانے کا پتہ چلا جہاں وہ انٹرن شپ کیلئے گئی تھی۔ وہ سب اپنی باتوں میں مصروف تھے وہیں اماں جان نے مرتضیٰ صاحب سے سونان اور یاشار سکندر کے رشتے کی بات کر دی۔ یاشار سکندر حیران رہ گیا کیونکہ اماں جان نے اس سے کوئی ذکر نہیں کیا تھا' ہانیہ کو جب یہ پتہ چلا تو اس کی خوشی دیکھنے کے لائق تھی۔ مرتضیٰ صاحب گہری سوچ میں گم تھے' شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ یاشار سکندر کی دوسری شادی تھی' اماں جان نے شاید اپنے بھائی کی سوچ پڑھ لی تھی۔

''مرتضیٰ بھائی......! میری ہمیشہ سے خواہش تھی کہ سونان کو اپنی بہو بناؤں لیکن شاید یاشار کی زندگی میں پہلے ربیعہ کو آنا تھا''۔ وہ دکھ بھرے لہجے میں بولیں۔

''لیکن یہ میرا وعدہ ہے کہ سونان انشاء اللہ یہاں بہت خوش رہے گی''۔ انہوں نے مزید کہا۔ یاشار سکندر کو بھی اَب مرتضیٰ صاحب کی خاموشی نے پریشان سا کر دیا' وہ ان کے چہرے کی طرف حیرانگی سے دیکھنے لگا' اسی دم مرتضیٰ ماموں نے فرحانہ بیگم اور پھر یاشار سکندر کی طرف دیکھا' سب ہی انہیں دیکھ رہے تھے۔

''فرحانہ......! یاشار مجھے بہت عزیز ہے بالکل سونان کی طرح' اگر تم یہ سوال پہلے کرتیں تو بھی میرا جواب ہاں ہی ہوتا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں' میری بیٹی یقیناً یاشار کے ساتھ اچھی زندگی گزارے گی' مجھے کوئی اعتراض نہیں''۔ مرتضیٰ



صاحب کے جواب نے وہاں بیٹھے سب نفوس کو حیران کر دیا اور پھر سب کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ ہانیہ جلد سے جلد یہ خبر سونان کو سنانا چاہتی تھی۔ یاشار سکندر نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا' وہ خود اس پاگل لڑکی کا ردِعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ ہانیہ نے پھر خاموشی اختیار کر لی۔

☆

سونان جب واپس لوٹی تو سب نے بہت پر جوش استقبال کیا' وہ حیران سی رہ گئی' لیکن ساتھ ہی جب شادی کی خبر نے اسے چکرا کر رکھ دیا۔

''میں ابھی پاپا سے بات کرتی ہوں''۔ وہ بغیر سوچے سمجھے مرتضیٰ صاحب کے کمرے کی طرف چل دی۔ ٹی وی لاؤنج میں اسے ہانیہ مل گئی۔

''کہاں جا رہی ہو؟'' ہانیہ نے پوچھا۔

''پاپا سے کچھ بات کرنی ہے''۔ وہ دوٹوک لہجے میں بولی تو ہانیہ اسے زبردستی واپس کمرے میں لے آئی اور سمجھانے لگی۔

''ہانیہ......! تم مجھے بتا سکتی تھیں کیوں نہیں پہلے بتایا''۔ وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولی' وہ اس وقت اپنے آپ میں نہیں تھی۔

''سونان......! ہوش کے ناخن لو کیوں تم سب کو پریشان کرتی ہو' جو ہونا تھا ہو گیا''۔ ہانیہ بولی۔

''ہانیہ......! میں تمہیں بتا رہی ہوں مجھے کسی طارق وارق سے شادی نہیں کرنی' بتا دو سب کو''۔ وہ تیز لہجے میں بولی۔

''طارق......تم سے کس نے کہا یہ سب؟'' ہانیہ نے حیرانگی سے پوچھا پھر جب اپنی بات پر غور کیا تو فوراً بولی۔

''میرا مطلب ہے تمہیں کس نے یہ سب بتایا؟''

''ہانیہ......! ابھی فون آیا تھا یاشار سکندر کا' انہوں نے ہی مجھے بتایا ہے کہ وہ مجھے سزا دینا چاہتے ہیں' اس لئے میری حالت سے محظوظ ہو رہے تھے''۔ وہ بالکل رو دینے والی ہو گئی۔ ہانیہ بے چاری اس صورتحال میں کیا کر سکتی تھی' اسے تو خود یاشار سکندر نے منع کر رکھا تھا بلکہ سب کو ہی۔ سب ہی اس کی اس نرالی منطق پر حیران تھے۔

☆

سونان شادی سے بار بار انکار کر رہی تھی' لیکن اس بات سے کسی کے سر پر جوں تک نہیں رینگی' سب شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ انہی دنوں یاشار سکندر' اماں جان کے ساتھ چلے آئے۔ سونان اور اماں جان کی ملاقات کافی عرصے بعد ہو رہی تھی' اماں جان نے اسے محبت سے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ یاشار سکندر' واسع کے کمرے میں تھا شاید سونان اور اس کی ملاقات ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ پھپھو کے پاس کچھ دیر بیٹھتے ہوئے اسے یاشار سکندر کی شادی کا پتہ چلا' وہ حیرت سے پھپھو کی طرف دیکھنے لگی۔

''نہیں یاشار سکندر......! اب نہیں' اب میں آپ کو کسی اور کا نہیں ہونے دوں گی' آپ میرے تھے' میرے ہیں اور میرے ہی رہیں گے''۔ وہ دل میں تہیہ کرتی پھپھو کے پاس سے اٹھی تھی اور سیدھی واسع کے کمرے میں چلی آئی مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ لب بھینچے اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

☆

سونان نے جیسے ہی لائٹ آن کی تو اس کی آنکھیں حیرت سے مزید پھیل گئیں' یاشار سکندر سامنے ہی پوری شان

سے صوفے پر براجمان تھا' وہ وہیں دروازے کے بیچوں بیچ کھڑی ہو گئی۔

''سونان......! کیوں تنگ کر رہی ہو تم سب کو جانتی ہو سب کتنا پریشان ہیں تمہاری وجہ سے''۔ یاشار سکندر نے بات کرنے میں پہل کی۔ وہ آج کافی عرصے بعد اسے اپنے روبرو دیکھ رہی تھی۔

''میں کسی کو پریشان نہیں کر رہی اور نہ ہی میں کوئی بچی ہوں' بائیس سال کی ایک ''میچورڈ'' لڑکی ہوں''۔ وہ ''میچورڈ'' پر زور دیتے ہوئے بولی۔

''سونان......! تم ایک خوبصورت پڑھی لکھی لڑکی ہو' تمہیں کوئی بھی اچھا شخص مل سکتا ہے تو پھر کیوں ضد کر رہی ہو' تم میں کس چیز کی کمی ہے''۔ وہ آج اس سے واضح انداز میں پوچھ رہا تھا۔ وہ اس کے دل کا حال جاننا چاہتا تھا۔ وہ چلتی ہوئی اس کے قدموں میں آ بیٹھی اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

''آپ کی کمی ہے' صرف آپ کی..... آپ کو سب کی پرواہ ہے' سب کی فکر ہے صرف میری پرواہ نہیں ہے..... آپ کیوں نہیں مان جاتے''۔ وہ آج اس سے شکوہ کر رہی تھی' وہ تو کب کا اس کی محبت میں ہار چکا تھا' بس اقرار کرنا باقی تھا۔

''ایک ادھورے شخص کے ساتھ رہ لوگی تم''۔ وہ اسے پھر آزمانے لگا۔

''آپ ادھورے نہیں ہیں' میں ادھوری ہوں آپ کے بنا اور جہاں تک اس حادثے کی بات ہے وہ تو کسی کے ساتھ کہیں بھی ہو سکتا ہے' میرے لئے آپ وہی یاشار سکندر ہیں اور میں ربیعہ نہیں ہوں جو آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی' نکال دیں وہم اپنے دل و دماغ سے''۔ وہ بہت خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔ پھر نجانے کیا ہوا کہ یاشار نے نہایت آہستگی سے اپنے گھٹنوں پر دھرے اس کے خوبصورت ہاتھوں کو تھاما اور اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔ سونان نے سر اٹھا کر پہلے اسے پھر اس کی ٹانگوں کی طرف دیکھا' اس کی آنکھوں میں حیرانگی تھی۔

''آپ چل سکتے ہیں' آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا' کیوں چھپایا مجھ سے۔ آپ...... آپ نے......'' اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اپنی خوشی کا اظہار کیسے کرے' یاشار سکندر جانتا تھا کہ اس کا ردعمل کیا ہو گا' یاشار سکندر دھیرے سے مسکرایا اور ساتھ ہی ایک رنگ اسے پہنا دی۔

''آپ نے بہت دیر کر دی' آپ ہمیشہ دیر کر دیتے ہیں''۔ وہ رنگ اتارتے ہوئے بولی تو یاشار نے اسے ایسا کرنے سے روکا۔

''تمہاری شادی کسی طارق سے نہیں ہو رہی بلکہ یاشار سکندر سے ہو رہی ہے' ہاں سونان......! تمہاری محبت کے آگے میں نے سر جھکا دیا ہے' تم جیت گئیں' تمہاری محبت جیت گئی' میں تمہاری محبت میں ہار گیا' میں نے جسے محبت سمجھا تھا وہ محبت نہیں تھی اور جو محبت تھی اسے میں نے کبھی محبت سمجھا ہی نہیں''۔ سونان ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتی چلی گئی۔ ان لمحوں میں ہر شکوہ جو اسے کبھی یاشار سکندر سے تھا ختم ہو چکا تھا۔

''جانتی ہو سونان......! محبت اپنے ہونے کا یقین چاہتی ہے اور مجھے اس محبت پر یقین ہو چکا ہے جو تم نے مجھ سے کی اور میں نے تم سے''۔ یاشار سکندر کے اقرار نے اسے سچی خوشی دی تھی۔

وہ پل وہ لمحہ آج اس کی زندگی میں آ چکا تھا جس کا تصور ہی اس کیلئے بہت خوش کن تھا اور آج جب اس تصور نے حقیقت کا روپ دھارا تو اسے اپنی خوش بختی کا احساس شدت سے ہوا۔ اسے اب زندگی کے تمام رنگ یاشار سکندر کے سنگ گزارنے تھے۔

☆